۲۵ ستمبر ۱۹۰۸ء

خطبہ جمعہ

حضرت امیرالمومنین نے سورۃ البقرہ کی آیات ۳۶ تا ۴۰ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خدا تعالیٰ آدم علیہ السلام کا ذکر کر کے ان کی اولاد کو سناتا ہے کہ اے آدم! تو اور تیری عورت اس جگہ رہو اور اس درخت سے کچھ نہ کھانا۔ درخت کے معنوں میں بڑا اختلاف کیا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے اس کا نام نہیں لیا اس واسطے میں اس کی تشریح غیر ضروری خیال کرتا ہوں۔ صرف حکم ہے کہ اس کا پھل نہ کھاؤ۔ میں طبیب ہوں۔ بعض لوگوں کو آم کھانے سے روکتا ہوں، بعض کو امرود سے، بعض کو دوسرے پھلوں سے۔ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی آدم کو منع کیا کہ اس پھل کو نہ کھاؤ۔ یہ دکھ دینے والی چیز ہے۔ کیونکہ وہ علیم و حکیم خدا اس کے مضرات کو جانتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنا اپنے آپ کو تکلیف اور دکھ میں ڈالنا ہے۔ تکالیف کے اسباب میں سے گناہ بھی ایک سبب ہے، تم اس سے بچو۔ گو خدا تعالیٰ نے وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (المائدۃ:۱۶) کہا ہے۔ مگر نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (الاعراف:۱۶۴) اور بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ (الاعراف:۱۶۹) اور ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں لکھا ہے اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

فَاَتَمَّهُنَّ (البقرۃ:۱۲۵)۔ ابراہیم علیہ السلام نے نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ ہم کو بھی حکم ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران:۱۱۱)۔ آدم علیہ السلام کو بتایا یہ احکام ہیں اور یہ نواہی۔ اوامر کو بجالاؤ اور نواہی سے باز آؤ۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا شیطان نے ان کو پھسلانے کی کوشش کی۔ اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض لوگ آپس میں لڑا دینے کے لئے مختلف راہیں اختیار کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ تو آپ ہی تھے جو ایسی باتیں سنتے رہے، ہم سے تو برداشت نہیں ہو سکتی۔ کہتے ہیں کہ آپ نے اتنی باتیں سن کر ہم کو بے عزت کردیا کیونکہ آپ کے دوست تھے۔ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ خدا تعالیٰ نے آدم کو کچھ کلمات، دعائیں سکھلائیں۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى جو لوگ ہدایت پانے کی کوشش کرتے ہیں خدا ان کا معاون ہوتا ہے۔

ہمارے آدم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض درختوں سے منع کیا۔ مثلاً شراب، عرب میں مشرکوں کا مذہب، یہود، مجوس، نصاریٰ کا مذہب۔ یہ مذہب خطرہ میں ہیں سوائے صحابہ کے مذہب کے۔ مسلمان چار طرح کے نظر آتے ہیں۔ (۱) دنیا کی عزت آبرو کے لئے ہی زندہ رہنا چاہتے ہیں جیسا کہ رومی تھے۔ (۲) بعض مجوس کی طرح کہ ہم فلاں کی اولاد ہیں۔ (۳) بعض رسومات کی طرح مذہب کو مان لیتے ہیں۔ (۴) بعض مذہب سے ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ خدا تمہارے اندر وحدت کی روح پھونک دے۔ میرا دل دردمند بنایا گیا ہے۔ میں تمہاری بہتری اپنی اس آخری عمر میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ ورنہ مجھ کو تم سے کوئی ظاہری دنیاوی امید نہیں۔ میرا قادر مالک خدا ہے جو ہر طرح سے میری مدد کرتا ہے اور میں خدا کے فضل سے تم میں سے کسی کا محتاج نہیں۔ قوم میں وحدت پیدا ہونا سوائے خدا کے فضل کے ہو نہیں سکتا۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ (الانفال:۶۴) خدا فضل کرنے کے لئے تیار ہے۔ تم اس کا فضل لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مجھے اس بات کا فکر نہیں کہ اسلام دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اگر ہے تو یہ کہ بعض گھروں سے۔

(بدر جلد ۷ نمبر ۳۸ --- ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

☆-☆-☆-☆